بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللهِ والحَمْدُ للهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَالَاهَ ، أَمَّا بَعْدُ:

پوائنٹ نمبر-33: مطلق جہالت کو عذر مان لینا منہج سلف میں سے نہیں ہے۔

"ليس من منهج السلف" لفضیلۃ الشیخ محمد بن عمر بازمول حفظہ اللہ کے اس پیارے رسالے کی شرح کا درس جاری ہے اور ہم پہنچے تھے پوائنٹ نمبر 33 پر، شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"ليس من منهج السلف العذر بمطلق الجهل، إنما يعذرون بالجهل من بذل وسعه في التعلم وطلب العلم ولم يقصر وكان الذي صدر منه هو مبلغه من العلم"

(مطلق جہالت کو عذر مان لینا منہج سلف میں سے نہیں ہے بلکہ سلف جہالت کی وجہ سے صرف اسے معذور سمجھتے تھے جس میں کوئی شخص اپنی پوری طاقت کے مطابق علم حاصل کرتا ہے اور اس میں کوتاہی بھی نہیں کرتا اور پھر اُس سے کوئی چیز اُس کے علم کے باوجود صادر ہوتی ہے)

آج کا موضوع بہت لمبا چوڑا موضوع ہے میں صرف ٹودی پوائنٹ (To The Point) جو شیخ صاحب نے یہاں پر بات کی ہے اُس پر بات کرتا ہوں:

1-العذر بالجہل کیا چیز ہے؟

2-اور مطلق عذر بالجہل سے کیا مراد ہے؟

3-اور سلف کے نزدیک مطلق عذر بالجہل یا عذر بالجہل کیا چیز ہے اور انہوں نے اس مسئلے کو کیسے سمجھا ہے؟

ہم سب جانتے ہیں کہ تکفیر کے موانع میں سے جہالت ایک مانع ہے، تکفیر کے لیے دو چیزوں کا ہونا لازمی ہے: "وجوب الشروط وانتفاع الموانع": شرطوں کا ہونا لازمی ہے اور جو رکاوٹیں ہیں موانع ہیں اُن کا نہ ہونا لازمی ہے کیونکہ اگر کوئی بھی شخص بغیر علم کے کسی پر حکم صادر کر دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ فلاں کافر ہے اگر وہ سچا ہے یعنی شروط وضوابط اور شروط وموانع اور جو تکفیر ہے ضوابط کے مطابق کی ہے تو ٹھیک ہے اُس پر کفر کا فتویٰ صحیح ہوتا ہے اور اگر ان شروط اور موانع اور ضوابط جو تکفیر کے ہیں ان کے بغیر کوئی شخص کسی اور مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگاتا ہے تو دونوں میں سے ایک کافر یعنی وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

عذر سے مراد:

(۱) یہ وہ چیز ہوتی ہے جس سے کوئی شخص پکڑ سے بچ سکتا ہے (عذر وہ چیز ہے جو انسان کو پکڑ سے بچا لیتی ہے)۔

(۲) اور تکفیر کے معاملے میں عذر وہ چیز ہے جو کسی شخص کو جب اُس سے کوئی کفریہ قول یا عمل صادر ہو جاتا ہے تو اس عذر کی وجہ سے وہ تکفیر سے بچ جاتا ہے کفر سے بچ جاتا ہے۔ اُس کا عمل تو کفر ہے جو اُس نے کہا ہے لیکن اُس کے پاس ایک عذر ہے جس کی وجہ سے ابھی اُس پر فتویٰ یا حکم صادر نہیں ہوگا تو حکم یا سزا سے جو چیز بچاتی ہے شرعاً اُسے عذر کہا جاتا ہے، کہ اُس کے پاس یہ عذر ہے۔

بالجہل کس وجہ سے؟ وہ کون سی چیز ہے یا کون سا سبب ہے جس کی وجہ سے یہ کفر سے بچا ہے؟ جہالت ہے۔

تو "عذر بالجہل " سے مراد کہ جہالت کی وجہ سے اس شخص کے پاس ایک عذر ہے جس کی وجہ سے اُس پر کفر کا فتوٰی نہیں لگایا جائے گا تکفیر نہیں کی جائے گی یہ عذر بالجہل ہے۔

ہمارے درس کے تعلق سے "**مطلق جہالت کو عذر مان لینا منہج سلف میں سے نہیں ہے**"۔ مطلق سے کیا مراد ہے ؟

یعنی "مطلقاً" بغیر کسی قید کے جس شخص سے بھی کوئی کفریہ قول یا عمل صادر ہو جاتا ہے تو اگر وہ جاہل ہے ،اُسے نہیں پتہ تھا کہ جو قول اُس نے کہا ہے یا فعل جو اُس نے کیا ہے وہ کفریہ ہے تو پھر مطلقاً وہ معذور ہے ، یہ بات درست نہیں ہے۔

کیوں ؟ کیونکہ یادرکھیں عذر بالجہل کا تعلق جو ہے وہ کئی اُمور سے ہے یعنی مثال کے طور پر عذر بالجہل ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا ہے کئی اُمور سے مثال کے طور پر جگہ کو دیکھ لیں آپ کہ شہر ہے گاؤں ہے اور پھر دور دراز جنگل ہے یا صحرا اور ویرانہ ہے تینوں برابر ہیں ؟ایک شخص ویرانے میں رہتا ہے ،ایک گاؤں میں رہتا ہے ،ایک شہر میں رہتا ہے تینوں برابر نہیں ہیں علم کے اعتبار سے کیونکہ جہالت کی ضد علم ہے اور علم حجت ہے جہالت عذر ہے ؛واضح ہے ؟

جگہ ہو گئی اس جگہ کے ساتھ علم کا منتشر ہونا صحیح علم جو ہے جو صحیح رسالت ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیغام ہے اسے صاف اور پاک طریقے سے پہنچنا؛ **بعض** ایسے شہر ہیں جن کی حالت گاؤں یا دیہات سے بھی زیادہ گئی گزری ہے ، **بعض** ایسے ویرانے ہیں جن میں آپ دیکھتے ہیں کہ علم ہے ایمان ہے وہ اتنا ہے جتنا کہ شہر میں نہیں ہے تو یہ تناسب ہے۔

پھر اُمر کو دیکھ لیں خود جو اُمور ہیں تو بعض ایسے شرعی اُمور اور مسائل ہیں جو بالکل واضح اور ظاہر ہیں کسی سے مخفی نہیں ہیں اور بعض اُمور بہت مخفی ہوتے ہیں ،مثال کے طور پر :

(۱) غیر اللہ کے لیے نماز پڑھنا اور غیر اللہ کے لیے قربانی دینا دونوں برابر ہیں ؟ کیا خیال ہے دیکھنے والے کے لیے سمجھنے والے کے لیے ؟

(۲) کوئی شخص کوئی مسلمان کسی پیر یا بزرگ کے لیے نماز پڑھتا ہے دو رکعت اور کوئی اور ہے کہتا ہے کہ یہ تو غلط ہے نماز تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے یہ کیسے پڑھ سکتا ہے نہیں ہم نہیں مانتے لیکن یہی شخص جو اس کا انکار کرتا ہے نماز پڑھنے کا غیر اللہ کے لیے خود غیر اللہ کے لیے کسی ولی کی قبر پر جا کر بکرا ذبح کرتا ہے ،اب بکرا ذبح کرنا اور نماز پڑھنا دونوں عبادات ہیں اب وہ یہ تو جانتا ہے کہ نماز عبادت ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ بکرا ذبح کرنا بھی نماز جیسی عبادت ہے اب مخفی ہے کہ نہیں اُس کے لیے ؟ دونوں برابر تو نہیں ہیں نا؟ تو أمور الظاهرة والمخفية کو بھی دیکھنا لازمی ہے علماء نے اس پر بہت لمبی بحث کی ہے میں صرف شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے چند اقوال آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ معاملہ جو ہے زیادہ واضح ہو جائے ،میں صرف بتانا چاہتا ہوں کہ میں کہنا کیا چاہتا ہوں نئی بات :

(۱) عذر بالجہل کیا ہوتا ہے ؟ (۲) عذر کیا ہوتا ہے ؟

(۳) جہالت مطلقاً پھر کیا ہے ؟ بات سمجھ آئی مطلقاً یعنی زمانہ کون سا ہے ؟ یہ بھی ایک اور بات ہے کہ جگہ ہے زمانہ ہے۔

(۴) اور پھر اُس کا علم جو ہے وہ کیسے پہنچا ہے صحیح پہنچا ہے غلط پہنچا ہے۔

(۵) کس طریقے سے لوگوں نے اُسے ایکسپٹ (Accept) کیا ہے نہیں کیا ہے۔

(٦)جو پہنچانے والے ہیں وہ کیسے لوگ ہیں انہوں نے صحیح پہنچایا ہے یا غلط پہنچایا ہے۔

دیکھیں آپ کا اخلاق آپ کا کردار یہ بھی کاؤنٹ (Count) کرتا ہے، آپ اچھی چیز جو ہے اُس کو بُرے طریقے سے پریذنٹ (Present) کرتے ہیں لوگ قبول نہیں کرتے بلکہ زیادہ متنفر ہوتے ہیں اور بعض لوگ بُری چیز کو اچھے طریقے سے پریذنٹ (Present) کرتے ہیں پیش کرتے ہیں لوگ قبول کرتے ہیں، اہل بدعت کو دیکھیں کہ بدعت کیسے منتشر ہوتی ہے تو یہ ساری چیزیں کاؤنٹ (Count) کرتی ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کیا فرماتے ہیں:

1- حوالہ نوٹ کرلیں **"لقاء الباب المفتوح**، جلد نمبر 33، سوال نمبر 12"، میں صرف اردو عبارت معنی کے اعتبار سے بیان کرتا ہوں عربی عبارت نہیں پڑھوں گا وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔

شیخ صاحب سے سوال کیا گیا کہ بعض لوگ اُن لوگوں کو مرجئہ کہتے ہیں جو لوگ عذر بالجہل کے قائل ہیں؟ یعنی جو علماء عذر بالجہل کے قائل ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ مرجئہ ہیں کیونکہ تکفیر تو کرتے نہیں ہیں۔

جواب: شیخ صاحب جواب میں فرماتے ہیں کہ عذر بالجہل جو ہے یہ مقتضی عموم النصوص ہے اس کے دلائل موجود ہیں عمومی اور کوئی بھی شخص یہ دلیل نہیں لے کر آسکتا کہ کوئی بھی انسان جو ہے اُس کے لیے جہالت عذر نہیں ہے (کوئی بھی دلیل لے کر نہیں آسکتا)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿...وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿١٥﴾﴾(الاسراء:15)

(اور اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب نہیں دینے والا جب تک کہ رسول کو نہ بھیجے)

اور دوسری آیت کریمہ میں: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ﴾ (النساء:165)

(ایسے رسول ہیں جو بشارت دینے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں)

کیوں؟ ﴿لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۭ...﴾

(تاکہ لوگوں کے لیے ان رسولوں کے بعد اللہ تعالیٰ پر کوئی حجت باقی نہ رہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں آگے، یعنی ایک تو دلائل ہیں قرآن مجید کی آیات سے اور بھی دلائل ہیں لیکن شیخ صاحب نے ان دو کا ذکر کیا ہے اس سوال کے جواب میں، اب عقلی دلیل بھی ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: "اگر عذر بالجہل نہ ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ نے رسولوں کا بھیجا کیوں ہے فائدہ کیا ہے رسولوں کو بھیجنے کا؟! تو لوگ صرف اپنی فطرت پر قائم ہوتے اور اس فطرت کی بنیاد پر اُن کا حساب ہوتا، اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو اس لیے بھیجا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رسالت کو پہنچائیں اور عذر بالجہل ہی مقتضی ہے کتاب اور سنت کا اور اس پر کئی اہل علم نے بات کی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ تعالیٰ"۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں جو اگلا مسئلہ ہے مطلق عذر بالجہل اور دوسرا التفریط۔

تفریط سے کیا مراد ہے؟ کوئی شخص اپنی جہالت پر قائم رہنا چاہتا ہے علم حاصل کرنا نہیں چاہتا ہے سستی ہے کوتاہی ہے کاہلی ہے کچھ بھی ہیں یہ مفرط ہے تو کیا مفرط جو ہے جو تفریط سے کام لیتا ہے جو علم نہیں حاصل کرنا چاہتا جو اپنی جہالت پر قائم رہنا چاہتا ہے اپنے اس کفریہ قول اور فعل پر

قائم رہنا چاہتا ہے کیا یہ بھی معذور ہے ؟ تو سلف مطلقاً میں نے کہا ہے مطلقاً نہیں، ایسے لوگوں کا عذر بالجہل نہیں ہوتا جہالت عذر نہیں ہے ایسے لوگوں کا۔

اب شیخ صاحب فرماتے ہیں: "لیکن انسان بعض اوقات مفرط ہوتا ہے طلب علم میں کوتاہی کا شکار ہوتا ہے تو اس اعتبار سے گناہگار ہوتا ہے گناہگار تو وہ ہے کیونکہ اس کے لیے علم آسان ہو سکتا ہے (اور علم سے مراد توحید اور سنت کا جو صحیح علم ہے جو خالص دعوت ہے جو خالص پیغام ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لیکن علم بھی آسان ہے اُس کے لیے یاد رکھیں) اور وہ خود اہتمام نہیں کرتا اُسے کہا جاتا ہے کہ یہ حرام ہے ایسامت کر وہ پھر بھی آگے نہیں بڑھتا اور علم حاصل نہیں کرنا چاہتا تو اس اعتبار سے وہ گناہگار ضرور ہے لیکن ایک دوسرا شخص ہے وہ ایسے لوگوں کے بیچ میں رہا ہے جو نافرمانی کرتے رہے اور اُسی نافرمانی کو مباح اور حلال سمجھتے رہے"۔

اب پہلے شخص کو کوئی تھا بتانے والا اُسے پتہ چل گیا ہے، دوسرا شخص جو ہے وہ ایسے ماحول میں رہتا ہے جو سارے کا سارا ماحول ہی ایسا ہے نافرمانی کو فرمانبرداری سمجھ کر عمل کرتے ہیں مباح سمجھ کر عمل کرتے ہیں تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: "پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی گناہگار ہو گا؟ نہیں! اس کا مبلغ علم یہی ہے اس کو جو رسالت ہے وہ پہنچی نہیں ہے"۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "یہ بہت بعید ہے کہ اِس کو اُس کے ساتھ یعنی برابر کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ بھی گناہگار ہے"۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "میرے بھائیو! بات یہ ہے کہ ہم اپنی صرف خواہشات اور اپنے جذبات کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے نہ کوئی حکم صادر کرتے ہیں ہم تو جو شریعت کے دلائل ہیں اُن کی روشنی میں بات کرتے ہیں، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي" (میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے) پھر ہم کس طریقے سے ایسے انسان کا مواخذہ کرتے ہیں جبکہ وہ جاہل ہے اور اُس کے ذہن میں بھی نہیں ہے کہ جو وہ کر رہا ہے وہ حرام ہے تو کیسے مواخذہ ہو سکتا ہے اُس کا؟ بلکہ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے یہاں تک فرمایا ہے کہ ہم تو اُن لوگوں کی بھی تکفیر نہیں کرتے جن لوگوں نے عبدالقادر جیلانی کی قبر پر بُت رکھا ہوا ہے اور اُن لوگوں کی بھی تکفیر نہیں کرتے جنھوں نے بدوی کی قبر پر بُت رکھا ہوا ہے کیونکہ وہ جاہل ہیں اور اُن کی تنبیہ کرنے والا بھی نہیں ہے"۔

اور یہ بات شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے فرمائی ہے اُن سے ثابت ہے (سبحان اللہ) کیونکہ لوگوں نے کہا کہ یہ تکفیری ہیں، آج بھی کئی صوفی ہیں دیوبندی اور بریلوی خاص طور پر وہ کہتے ہیں کہ جو وہابی ہیں تکفیری ہیں سب سے بڑے تکفیری جو ہیں وہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ ہیں (سبحان اللہ)، آپ کے سامنے ہے۔

اچھا مجھے یہ بتائیں کہ عبدالقادر جیلانی کی قبر کہاں پر ہے؟ عراق بغداد میں ہے (سبحان اللہ)، بغداد میں لوگ نہیں رہتے وہاں پر کچھ نہیں ہے! شہر ہے کہ دیہات ہے دور دراز علاقہ ہے لیکن جب وہاں پر ایسے لوگ موجود تھے اور آج بھی موجود ہیں جو قبر پرستی کو توحید سمجھتے ہیں اور اہل توحید سے لوگوں کو متنفر کرتے ہیں اور اپنی بات ہی کو خوبصورت انداز میں (اپنے اس باطل کو) پیش کرتے ہیں اور اس کو عام کرتے ہیں اور پراپیگنڈے کرتے ہیں اہل حق کے خلاف اب جو ایک عام عوام الناس میں سے ہے سمجھیں کہ ایک سبزی فروش ہے ایک مزدور ہے جس کے پاس وقت ہی

نہیں ہے کہ وہ علم حاصل کرے صبح سے شام تک وہ یہی جانتا ہے کہ اس کا ماحول یہی ہے جس پر اُس نے انکھیں کھولی ہیں اور دوسرا شخص ہے وہ ایسی جگہ پر رہتا ہے جہاں پر توحید ہے وہاں پر اتباع سنت ہے علم اگر وہ پھر شرک کرتا ہے اس ماحول میں رہ کر، کوئی کفریہ عمل کرتا ہے اس توحید اور سنت کے ماحول میں رہ کر کیا ویسا ہے جیسا کہ وہاں پر رہتا ہے؟!(سبحان اللہ) بالکل برابر نہیں ہیں!

2-اگلا سوال دیکھیں ذرا اگلے سوال میں شیخ صاحب فرماتے ہیں "**لقاء الباب المفتوح**، جلد نمبر 39، سوال نمبر 3"، جواب میں شیخ صاحب یہ فرماتے ہیں: "لیکن اس بات پر ذرا غور و فکر کرنی ہے کہ طلب حق کے لیے جب انسان تفریط کرتا ہے یہاں تک کہ طلب حق کا حق ادا نہیں کرتا ہے (صحیح طریقے سے حق کا طالب نہیں ہے تفریط کرتا ہے پیچھے ہٹ جاتا ہے پیچھے رہ جاتا ہے)"بأن كان متهاوناً"(متہاون ہے تہاون سے کام لیتا ہے سستی کاہلی سے کام لیتا ہے اور لوگوں کو وہ جو کچھ کرتے ہیں اُسی کو حق سمجھ بیٹھا ہے اور اُس نے خود بھی نہیں ڈھونڈا خود بھی کوشش نہیں کی کہ حق کو میں کہیں سے حاصل کر لوں)"فهذا قد يكون آثماً"(شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ گناہگار ہو سکتا ہے)"بل هو آثم بالتقصير"(بلکہ اپنی اس تقصیر سے کوتاہی سے وہ گناہگار تو ہے)"في طلب الحق"(طلب حق میں جو اُس نے کوتاہی کی ہے) "وقد يكون غير معذور في هذه الحال"(اور اس صورت میں ممکن ہے کہ وہ غیر معذور ہو)"وقد يكون معذوراً"(معذور بھی ہو سکتا ہے)"۔

کب؟"إذا كان لم يطرأ على باله أن هذا الفعل مخالفة"(جب اُس کے ذہن میں یہ بات آئی ہی نہیں کہ جو وہ کر رہا ہے یہ مخالفت ہے (قرآن اور سنت کی یعنی نافرمانی ہے)) "وليس عنده من ينبهه من العلماء"(اور اُس کے ماحول میں ایسے علماء نہیں ہیں جو اُس کی تنبیہ کریں جو اُسے بتائیں)"ففي هذه الحال يكون معذوراً"(تو ایسی صورت میں وہ معذور ہے)۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں: "ولهذا كان القول الراجح..."(قول راجح یہ ہے اس مسئلے میں کہ اگر کوئی شخص دور دراز علاقے میں شہروں سے دور وہاں پر رہتا ہو اور وہ روزے بھی نہ رکھتا ہو رمضان کے، وہ یہ سمجھتا رہا کہ روزے فرض ہی نہیں ہیں یا وہ رمضان کے دنوں میں اپنی بیوی سے ہمبستری بھی کرتا رہا اُس کو اِس کا علم ہی نہیں تھا کہ جماع جو ہے وہ حرام ہے وہ اُس کو حلال سمجھتا رہا تو شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ اُس پر کوئی قضاء نہیں ہے"فإنه ليس عليه قضاء"؛ کیوں؟ کیونکہ وہ جاہل ہے اور تکلیف کی شرطوں میں سے یہ شرط ہے کہ علم کا ہونا لازمی ہے جو مکلف کو پہنچا ہے)۔ تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: "خلاصۂ کلام یہ ہے کہ انسان کے لیے جہالت عذر ہوتی ہے لیکن اُس کی جو تقصیر ہے طلب حق میں وہ اُس کے لیے عذر نہیں ہوتا"۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہیں اور اس مسئلے کا جو عذر بالجہل ہے س کی مزید وضاحت اس سوال اور جواب میں جو تھوڑا سا لمبا ہے میں کوشش کرتا ہوں مختصر کرنے کی، کہ کسی نے کہا ہے کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ عذر بالجہل کے قائل نہیں ہیں اور شیخ صاحب کا یہ فتویٰ خاص طور پر منظر عام پر لاتے ہیں:

سوال 1: شیخ صاحب سے یہ سوال کیا گیا کہ شیخ صاحب جو لوگ یہ کہتے ہیں" لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ "پھر غیر اللہ کے لیے قربانی بھی دیتے ہیں جانور ذبح کرتے ہیں تو کیا یہ مسلمان ہیں جبکہ وہ مسلمان معاشرے میں ہی پیدا ہوئے ہیں اور اُس معاشرے میں ہی وہ پلا بڑھا ہے؟

شیخ صاحب جواب دیتے ہیں:

جواب: "جو بھی کوئی قربانی کرتا ہے بکرا ذبح کرتا ہے وہ مشرک ہے "شرگا أکبر "اور لاالہ الااللہ کا کہنا اُس کی زبان سے اُس کے لیے فائدہ مند نہ ہوگا اور نہ ہی اُس کی نماز کوئی فائدہ مند ہوگی یا اس کے علاوہ کوئی عبادات اِلّا یہ کہ وہ ایسے دور دراز علاقے میں پلا بڑھا ہو جو دور ہو (یعنی اہل توحید سے علم سے دور ہو) اور یہ حکم وہ جانتا بھی نہ ہو کہ غیر اللہ کے جو بکرا ذبح کرنا ہے وہ شرک ہے "فهذا معذور بالجهل "تو ایسا شخص پھر معذور ہے اپنی جہالت کی وجہ سے لیکن اُسے تعلیم دینی چاہیے جیسا کہ کوئی شخص ایسے دور دراز علاقے میں رہتا ہے جہاں پر لوگ اولیاء کے لیے قبر والوں کے لیے قربانیاں کرتے ہیں بکرے ذبح کرتے ہیں یا جانور ذبح کرتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ بھی نہیں جانا کہ یہ شرک ہے یا حرام ہے تو ایسے لوگ جو ہیں اُن کے پاس عذر ہے یعنی جہالت اُن کے لیے عذر ہے لیکن ایک انسان جسے کہا جائے کہ یہ کفر ہے وہ کہتا ہے کہ نہیں یہ کفر نہیں ہے اور میں یہ کرتا رہوں گا اور یہ میرا جو ولی ہے اُس کے لیے میں کرتا رہوں گا تو اُس پر حجت قائم ہو چکی ہے اور یہ شخص کافر ہے"۔

سوال 2: سائل پھر سوال کرتا ہے کہتا ہے کہ شیخ صاحب اگر اُسے نصیحت کی جائے اور یہ کہا جائے کہ یہ شرک ہے تو پھر میں کہوں کہ وہ مشرک اور کافر ہے؟

جواب: شیخ صاحب فرماتے ہیں: "جی ہاں! وہ مشرک ہے کافر ہے مرتد ہے اُسے توبہ کرنی چاہیے ورنہ پھر اُسے قتل کرنا چاہیے"۔ (یعنی حاکم وقت جو ہے اُس پر حد قائم کرے گا)۔

سوال 3: پھر سائل سوال کرتا ہے کہ کیا فرق ہے ظاہر اور مخفی مسائل میں (عذر بالجہل)؟

جواب: شیخ صاحب فرماتے ہیں: "جو مخفی مسائل ہیں جیسا کہ یہ مسئلہ ہے یعنی غیر اللہ کے لیے قربانی کرنا مخفی مسئلہ ہے اس کو تو بیان کرنا ہے اس کی وضاحت کرنا لازمی ہے، مثال کے طور پر وہ شخص کہتا ہے کہ میں ایسی قوم کے بیچ میں رہتا ہوں جو اولیاء کے لیے بکرے ذبح کرتے ہیں اور قربانیاں دیتے ہیں اور مجھے اس کا علم نہیں ہے کہ یہ حرام ہے (شرک تو دور کی بات ہے وہ کہتا ہے کہ یہ حرام ہی نہیں ہے) تو یہ مسئلہ مخفی ہے کیونکہ خفاء اور ظہور اَمر نسبی ہے، بعض لوگوں کے ہاں ظاہر ہوتا ہے اور بعض لوگوں کے ہاں وہی مسئلہ مخفی ہوتا ہے اور بعض لوگوں کے لیے جو مخفی ہو وہ ظاہر ہوتا ہے تو یہ مختلف ہوتا ہے"۔ یعنی جو چیز میرے لیے مخفی ہے وہ آپ پر ظاہر ہو گی یا اس کے اپازٹ (Opposite)۔

سوال 4: پھر سائل سوال کرتا ہے کہ میں اُس پر حجت کیسے قائم کروں؟ اور حجت کیا ہے جو اُس پر میں قائم کروں؟

جواب: شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ): "حجت یہ اس مسئلے میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو یہ آیت اُسے پڑھ کر سناؤ:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٢﴾

لَا شَرِيكَ لَهُ ۖ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٦٣﴾﴾ إلى آخر الآية (الانعام:162-163)،

اور دوسری آیت ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾﴾ (الکوثر:1-3) "۔

(تو ﴿إِنَّآ أَعۡطَيۡنَٰكَ ٱلۡكَوۡثَرَ ۝١ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ ۝٢﴾ یہ شاھد ہے ﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱنۡحَرۡ﴾: نماز اور قربانی کو ایک ساتھ ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے جوڑ دیا ہے کہ جو حکم نماز کا ہے وہی حکم قربانی کا ہے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "یہ دلیل ہے کہ قربانی بھی جب اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کے لیے کی جاتی ہے تو عبادت ہے اور یہی عبادت جب غیر اللہ کے لیے صرف کی جاتی ہے تو یہ شرک ہے ایسا شخص مشرک ہے، تو اگر حجت پہنچ جائے اور یہ کہا جائے کہ تم جو کرتے ہو یہ شرک ہے اور وہ اس کے باوجود بھی کرتا ہے تو اُس کا کوئی عذر باقی نہیں رہتا"۔

سوال 5: پھر سائل سوال کرتا ہے کہ کیا اُسے بتانا چاہیے سمجھانا چاہیے؟

جواب: شیخ صاحب فرماتے ہیں: "لازمی ہے کہ اُسے سمجھانا چاہیے"۔ یعنی یہ نہیں ہے کہ جس نے بھی غیر اللہ کے لیے کوئی بکرا ذبح کیا ہے کہہ دو کہ یہ کافر ہے مشرک ہے بلکہ سمجھانا چاہیے یعنی حجت قائم کرنی چاہیے۔

سوال 6: سائل سوال کرتا ہے کہ ایک شبہ ہے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اُس کا فعل تو شرک ہے لیکن وہ مشرک نہیں ہے! اُس کا فعل تو شرک ہے کفر ہے لیکن وہ خود نہیں ہے اس کو کیسے جواب دیں اس شبہے کا؟

جواب: شیخ صاحب فرماتے ہیں: "یہ بات درست ہے کہ وہ مشرک اس وقت تک نہیں ہے جب تک کہ اُس پر حجت قائم نہ ہوئی ہو"۔

جب تک حجت قائم نہیں ہوتی وہ مشرک نہیں ہے جب حجت قائم ہو جاتی ہے تب وہ مشرک ہوتا ہے، پھر شیخ صاحب دلیل کے طور پر فرماتے ہیں: "کیا اُس شخص کے بارے میں آپ نے نہیں سنا جس نے یہ کہا "اے اللہ! تُو میرا بندہ میں تیرا ربّ ہوں (خوشی کی وجہ سے)؟"۔

معروف حدیث ہے یعنی ایک مسافر تھا، مال و متاع اُس کے ساتھ تھا، وہ ایک ویرانے میں گیا اور اپنی جو سواری تھی اُس پر سارا مال و متاع تھا اُس کا اُس نے اُس کو باندھ لیا جب اُس کی آنکھ کھلی تو نہ سواری تھی نہ مال و متاع کچھ بھی نہیں تھا ویرانے میں صحرا میں اکیلا پڑا ہے تو اُس کا ہلاکت کا ڈر لگا، جب ہلاک ہونے لگا اور اُس نے دیکھا کہ اب کوئی راستہ نہیں ہے نہ پانی نہ کھانا کچھ بھی نہیں ہے تو اُس کی آنکھ لگ گئی آنکھ کھلی تو اُس کا جو جانور تھا جو مال و متاع تھا سب اُس کے سامنے کھڑا ہوا تھا تو خوشی کے مارے اُس نے کہا "اے اللہ تعالیٰ! میں تیرا ربّ ہوں اور تُو میرا بندہ ہے" (سبحان اللہ! کہنا کیا چاہتا تھا؟ اے اللہ تعالیٰ! تُو میرا ربّ اور میں تیرا بندہ ہوں) خوشی کے مارے اُس نے اُلٹا کہہ دیا۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: "یہ معذور تھا (اگرچہ یہ کہنا کہ اے اللہ تعالیٰ! میں تیرا ربّ ہوں کفر ہے کہ نہیں؟ ہے تو کفر لیکن کیا کافر تھا وہ؟) وہ کافر نہیں تھا کیوں؟ کیونکہ اُس کے پاس عذر تھا خطاء: "أَخۡطَأَ مِن شِدَّةِ الفَرَحِ" (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں یعنی اُس سے خطاء ہو گئی بہت ہی زیادہ خوشی کی وجہ سے)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: "اور جس کو مجبور کیا جائے کفر کرنے پر وہ بھی معذور ہوتا ہے لیکن جبکہ اُس کا دل مطمئن ہو ایمان پر اور یہ کہنا کہ فعل اور فاعل میں فرق ہے یہ تب جب حجت قائم نہیں ہوتی یا ہم اُس کی حالت نہ جانتے ہوں کہ حجت قائم ہوئی ہے یا نہیں ہوئی ہے تب بھی اُس کی تکفیر نہیں ہوتی لیکن اگر ہم اُس کی حالت کو جان لیں تو پھر کیا باقی رہتا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ابھی بھی کافر نہیں ہے؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ کبھی کافر ہو ہی نہیں سکتا؟ یعنی کوئی بھی کافر نہیں ہے اور نہ ہی تکفیر ہو سکے گی؟ یعنی جو نمازی نماز نہیں پڑھتا اُس کو بھی کہیں گے کہ وہ بھی کافر نہیں

ہے اُس کی تکفیر بھی نہیں ہو گی؟ یہاں تک کہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "جس کو حجت پہنچ گئی اُس پر حجت قائم ہو گئی" تو حجت کا پہنچنا ہی حجت کا قیام ہوتا ہے۔

اور یہ کافی نہیں ہے ایک اہم بات آخر میں شیخ صاحب فرماتے ہیں: "حجت کا پہنچنا کافی نہیں ہے بلکہ لازم ہے کہ اُس کو سمجھ بھی لے (حجت کو سمجھنا بھی لازمی ہے) کیونکہ اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ ایک انسان ہے جو عجمی ہے اُس پر ہم قرآن کی تلاوت کرتے رہیں صبح و شام اور اُس کو پتہ نہیں ہے کیا کہا جا رہا ہے سمجھ نہیں آ رہی اُسے کیا اُس پر حجت قائم ہو گی؟"۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "حجت قائم نہیں ہو گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ﴾، کیوں؟ ﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ...﴾ إلي آخر الآية (ابراهيم:4)"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ﴾ (ہم نے رسولوں میں سے کوئی رسول نہیں بھیجا)۔

﴿اِلَّا﴾ (سوائے (استثناء ہے)): الاستثناء في سياق النفي کس لیے ہے؟ خصوص کے لیے استثناء اور نفی ہے، یہ خصوص کے لیے ہے ﴿اِلَّا﴾، یعنی اِلَّا یہ کہ خصوصی طور پر۔ ﴿بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ﴾: کیوں؟ ﴿لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ﴾ (تا کہ لوگوں کو بیان کریں)۔

کیوں ﴿بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ﴾؟ اصل کیا ہے کہ پیغام صرف پہنچانا ہے یا پیغام کو سمجھانا بھی ہے اور سمجھنا بھی ہے؟ اس لیے ہر رسول کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قوم کی زبان کے مطابق بھیجا ہے (سبحان اللہ)۔

ایک فرنچ ہے ایک چائنیز ہے ایک جیپنیز ہے اسلام قبول کیا ہے اُس کو پتہ ہی نہیں ہے کیا کافر ہو جاتا ہے؟! ہم تو حجت قائم کر رہے ہیں قرآن مجید پڑھ کر سنا رہے ہیں کہ یہ جو تم کر رہے ہو یہ کفر ہے سمجھ آ رہی ہے اُس کو؟!

یا تو خود جیپنیز سیکھے اور سیکھ کر اُسے سمجھاؤ ترجمہ کر کے تا کہ حجت قائم ہو یا اُس کو عربی سکھاؤ تا کہ وہ عربی سمجھ لے اب وہ کچھ سمجھ نہیں رہا آپ اس کو قرآن پڑھ کر سنا رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ حجت قائم ہو گئی ہے یہ کوئی انصاف ہے؟! (سبحان اللہ)۔

تو اس لیے اس کو دیکھنا بھی بہت لازمی ہے۔ (اور یہ شیخ صاحب نے جو ہے **لقاء الباب المفتوح**، جلد نمبر48، سوال نمبر15)۔

(واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

نوٹ:

عذر بالجہل پر میں نے سوچا تھا کہ میں مکمل ایک گھنٹے کا یا دو گھنٹے کا لیکچر دوں اور یہ پینڈنگ میں معاملہ چل رہا ہے کافی عرصے تک، میں رُک اس لیے گیا تھا کہ شیخ ربیع حفظہ اللہ کی نصیحت تھی "اس مسئلے میں زیادہ نہ پڑا جائے" کیونکہ اس بہت سارا فتنہ بیچ میں ہوا تھا اور ابھی بھی کچھ لوگ موجود ہیں جو علماء پر یہ تہمتیں لگاتے ہیں کیونکہ علماء کا اختلاف ہے عذر بالجہل کا یعنی جہل عذر ہے کہ نہیں ہے:

1-بعض کہتے ہیں کہ نہیں ہے یعنی جیسا کہ کوئی شخص اگر قبر پرستی کرلیتا ہے انڈیا میں پاکستان میں (اور کئی ایسے ملک ہیں جہاں پر علم موجود ہے مثال کے طور پر) تو یہ کافر ہے مشرک ہے حجت اس پر قائم ہو چکی ہے۔

2-اور بعض علماء کہتے ہیں کہ نہیں! اس پر حجت پہنچی بھی ہے اور سمجھا بھی ہے اُس نے کیونکہ جو اُس کے ارد گرد لوگ ہیں اہل باطل جو ہیں وہ اُس کو وہ سمجھا رہے ہیں جو صحیح خالصتاً پیغام نہیں ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو جو غلط تھا وہ صحیح سمجھ رہا ہے جو صحیح تھا وہ غلط سمجھ رہا ہے تو حجت کیسے قائم ہوئی؟!

تو بعض علماء فرماتے ہیں کہ پیغام کا پہنچنا کافی ہے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ پیغام کا پہنچنا بھی لازمی ہے اور سمجھنا بھی لازمی ہے،اور دوسرا قول راجح ہے میں سمجھتا ہوں دوسرا قول کہ پہنچنا بھی ہے اور سمجھنا بھی ہے (واللہ أعلم)۔

تو شیخ صاحب نے اس لیے فرمایا ہے کہ اس میں زیادہ نہ پڑیں کیونکہ اس میں زیادہ اختلاف ہوتا ہے لیکن میں اس میں ان شاء اللہ علماء کی جو مزید وضاحت ہے یعنی شیخ البانی کا جو اس میں قول ہے بڑا پیارا ہے واللہ! ابھی وقت نہیں کہ بتاؤں لیکن یہ بتاؤں میں آپ کو کہ شیخ ربیع حفظہ اللہ نے کیوں منع کیا ہے، کہتے ہیں: "ریاض میں کچھ لوگ ملے ایک شخص کہتا ہے کہ پچاس ایسے جوان ہیں جو علامہ البانی کی تکفیر کرتے ہیں کیوں تکفیر کرتے ہیں؟ کیونکہ علامہ البانی خود تکفیر اُن کی نہیں کرتا جو قبر پرست ہیں عذر بالجہل کی وجہ سے"۔

تو بڑا پیارا قصہ ہے کبھی اس پر بات کروں گا ان شاء اللہ (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 34. یہ منہج السلف میں سے نہیں ہے-پوائنٹ نمبر 33 سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio